عاجزی وانکساری

یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی روشنی میں

ڈاکٹر سعید مراد/ ترجمہ: حافظ محمد ابراہیم

انسان تواضع اختیار کیے بغیر عروج، بلندی، قدر ومنزلت حاصل نہیں کرسکتا، اور اس کے بغیر انسان حقیقی معنی میں کامل نہیں بن سکتا، یہ اخلاقی قدر جو انسان کے دل سے پھوٹتی ہے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکانے سے حاصل ہوتی ہے، عاجزی انسان کو ہمیشہ اللہ کے ارادے کے تابع بنادیتی ہے، اللہ کی تابعداری کرنے والا انسان یہ جان لیتا ہے، کہ اس انکساری نے اللہ کی نظر میں اس کی شان وعزت بڑھادی ہے، یہ عاجزی کا ایک پہلو ہے، اس کا دوسرا پہلو یہ ہے جب انسان کو یہ بات معلوم ہے کہ انسان تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اہم عظیم اور بلند ہے، تو اس کے ساتھ پیار ومحبت، شفقت ورحمت کا معاملہ کرے، اس پر اپنی بڑائی نہ جتائے، اور نہ ہی اس کو حقارت کی نظر سے دیکھے، اور نہ ہی اپنے آپ کو ایک لمحہ کے لیے دوسروں سے بہتر تصور کرے۔

اگر کوئی انسان اس جہاں میں عزت چاہتا ہے تو وہ اپنے سر پر تواضع کا تاج سجائے، اور ہر ایک کا احترام کرے، چاہے معاشرے میں اس کا مقام کم ہی کیوں نہ ہو، امن وسکون کی زندگی گزارنے کے لیے دوسروں کو تواضع کی اہمیت سے آگاہ کرنا بھی لازمی ہے، تمام ادیان میں تواضع کے متعلق واضح تعلیمات موجود ہیں۔

تورات میں تواضع کی تعلیمات

تورات میں تواضع کے متعلق واضح ہدایات ہیں، اور یہ کوئی اجنبی بات نہیں ہے، کہ ان کتابوں

نے انسان کے احترام کو لازم قرار دیا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت اور مثال پر پیدا کیا، اس کی پیدائش میں ایسی علامت ہے جو اسے یاد دلاتی ہے کہ وہ کس شے سے پیدا ہوا، اور اس کی انتہا کیا ہے؟ وہ کس طرف جائے گا۔ فرمایا: 'اپنی پیشانی کا پسینہ بہا کر تو اپنا روزگار کماتا ہے، یہاں تک کہ تو زمین کی طرف لوٹ جائے گا، مٹی سے تو پیدا ہوا مٹی کی طرف لوٹے گا''۔ (تکوین، باب ۳، آیت ۱۹)

اس میں اس انسان کے لیے تنبیہ ہے، جو اپنے جیسے لوگوں پر بڑائی کی کوشش کرتا ہے، اسے ڈرایا گیا کہ اس کی ابتدا بھی مٹی سے ہے اور اس کی انتہا بھی مٹی ہے۔ اے انسان! اللہ تعالیٰ کی تیرے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے، کہ تو ہمیشہ اس ادب و احترام کا دامن تھامے رکھے، جس کا حکم اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ تو تربیت اور تہذیب کا راستہ سیکھ سکے، مذکورہ آیات اس حریص انسان کو یہ تعلیم دے رہی ہیں، کہ وہ اپنے آپ کو آداب ربانی سے مزین کرے، کسی کا قول ہے کہ: ''بشارت ہے اس آدمی کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ بلند کرے تو وہ ربانی تربیت کو مسترد نہ کرے''۔ (ایوب، باب ۵، آیت ۱۷)

بلاشبہہ آسمانی ادیان نے ہماری نجات کا طریقہ اور صالحین کا راستہ بتا دیا، جب درج ذیل بات بیان کی: ''اے انسان تیرے رب نے تیرے سامنے درست کام کو واضح کر دیا ہے، وہ تجھ سے کامل عدل کے سواء کیا چاہتا ہے؟ اور یہ کہ تجھے رحمت و شفقت پسند ہو، اور تو اپنے رب کے سامنے عاجزی کرے''۔ (میخا، باب ۶، آیت ۸) اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا تواضع کے درجوں میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے، اور یہ درجہ دین پر عمل کرنے سے کامل ہوتا ہے، تو خدا کے احکام سن، خاموش رہ اور انھیں قبول کر، اور اس کے حکموں کو نافذ کر، اگر تو نے ایسا کیا تو اللہ کی مدد کا مستحق ہو گا۔

'سفر الامثال' میں ہے کہ: ''جو آدمی تربیت کے حصول سے جاہل ہوتا ہے، وہ اپنے نفس کی تحقیر کرتا ہے، جو اپنے نفس کی تربیت کرتا ہے وہ فہم و فراست حاصل کرتا ہے، رب کا خوف دانائی و حکمت ہے، عزت کے حصول سے پہلے تواضع اختیار کی جاتی ہے''۔ (امثال ۱۵ آیت ۳۲-۳۳) جو عزت تلاش کرتا ہے وہ تواضع کے بغیر عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ عزت نہ تو زیادہ مال

میں ہے اور نہ ہی اوقتدار اور بادشاہت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول میں یہ بات واضح ہے: ’’امیر کی دولت اس کے شہر کا قلعہ ہے اور وہ اس کے خیال میں بلند عمارت ہے، لیکن عاجزی وانکسار اس کا مینار ہے، عزت کے حصول سے پہلے تواضع اختیار کرنا ضروری ہے‘‘ (امثال، باب ۱۸، آیت ۱۱-۱۲)۔ بہت سے لوگ مال حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ دولت حقیقی امیری ہے، جو کہ انسان کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے، وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ امیر لوگ غربا سے زیادہ عزت دار ہیں، ان کا یہ خیال غلط ہے، وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ کی نظر میں سب برابر ہیں، کیوں کہ وہ سب کا خالق ہے، رب فرماتے ہیں: ’’امیر وغریب دونوں برابر ہیں، رب دونوں کو پیدا کرنے والا ہے، عقل مند آدمی شر کو دیکھتا ہے تو اس سے بچتا ہے، جبکہ نادان برائی کی طرف جاتا ہے اور سزا پاتا ہے، تواضع کا اجر اور رب کا خوف حقیقی امیری، عزت اور زندگی ہے‘‘ (الامثال، باب ۴، آیت ۲۲)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ نعمتیں عطا کرتا ہے اور مصائب دُور کرتا ہے، اس کے احکام انسان کے لیے سلامتی پیدا کرتے ہیں، کتاب مقدس میں ہے، چھے کام رب کی ناراضگی کا سبب ہیں اور سات چیزیں اس کے ہاں مکروہ ہیں:

۱- غلط جگہ پڑنے والی نگاہیں، جھوٹی زبان، خون بہانے والے ہاتھ، برائی کا حکم دینے والا دل، گناہ کی طرف اٹھنے والے قدم، جھوٹی گواہی، لوگوں کے درمیان لڑائی کا بیج بونے والا آدمی۔ (امثال، باب ۶، آیت ۶-۱۹) جو نجات چاہتا ہے اس کے لیے عاجزی اختیار کرنا اور اللہ کے سامنے جھکنا لازم ہے، اس کی تائید کتاب مقدس کرتی ہے جب اس نے کہا، رب نے جب ان کی عاجزی دیکھی تو شمعیا سے کہا: ’’اگر انھوں نے عاجزی اختیار کی تو میں انہیں ہلاک نہیں کروں گا، بلکہ نجات کے لیے مواقع فراہم کروں گا‘‘۔ (اخبار الایام الثانی، باب ۷، آیت ۲)

عاجز انسان اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ کے احکام اور اس کے اقوال سونے کے ترازو میں تولنے کے لائق ہیں، کیوں کہ اس کے احکام قوی ہیں، وہ کسی کی خوشامد نہیں کرتا، سن! وہ فرماتا ہے: ’’اگر تو سمجھ دار ہے تو جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سن اور خاموش رہ، کیا بغض کرنے والے کے لیے منصفانہ فیصلہ کرنا ممکن ہے؟ کیا تو پیدا کرنے والے بادشاہ سے کہتا ہے کہ، تیرا کوئی فائدہ نہیں، شریفوں کو شریر کہتا ہے، جو حاکموں کی خوشامد نہیں کرتا، وہ اغنیا کو فقراء پر ترجیح نہیں دیتا، اس کی نظر

میں سب برابر ہیں، کیوں کہ وہ سب کام کرتے ہیں‘‘۔(مزمور، باب ۳۴،آیت ۱۶-۱۹)

اللہ تعالیٰ ان متواضعین کے ساتھ محبت کا اعلان کرتا ہے،جن کا ایمان مضبوط اور ارادے سچے ہیں،انھوں نے حق کو پہچانا اور اس پر سختی سے عمل کیا،جس سے اللہ کی رضا کا حصول ان کے لیے ممکن ہے،اللہ پاک صرف پاکیزہ اعمال قبول کرتا ہے،وہ پاکیزہ روح کی قربانی قبول کرتا ہے، وہ عاجز اور شکستہ دل انسان کی تذلیل نہیں کرتا۔(مزمور، باب ۵۱،آیت ۱۷)متواضعین کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار انعامات ہیں، بزرگ وبرتر ذات فرماتی ہے:

’’میں بلند اور پاکیزہ جگہ رہتا ہوں، میں عاجز اور متواضع لوگوں کے ساتھ ہوں تاکہ میں عاجز لوگوں کو روحانی زندگی دوں، اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو خوش کروں‘‘۔ (اشعیا، باب ۵۷، آیت ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح عاجز نیک لوگوں کے لیے اپنی محبت کا اعلان کیا،اسی طرح اس نے متکبرین،خود پسند لوگوں کے لیے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔عاجز اور متکبرین کے درمیان واضح فرق یہ ہے، کہ متکبر انسان ذلیل ہوتا ہے، جبکہ متواضع انسان عزت حاصل کرتا ہے(امثال، باب ۲۹،آیت ۲۳)۔تکبر برے لوگوں کا راستہ ہے،تواضع سچے، نیک لوگوں کا راستہ ہے،اللہ متکبرین کا تمسخر اڑاتا ہے،عاجزی کرنے والوں کو اپنی خوشنودی سے نوازتا ہے، کتاب مقدس میں ہے:

’’رب کی لعنت برے لوگوں کے گھر پر برستی ہے لیکن وہ نیک کے گھر میں برکت پیدا کرتا ہے، وہ متکبر مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے اور متواضعین پر اپنی رضا کی موسلا دھار بارش برساتا ہے‘‘۔(امثال، باب ۳،آیت ۲۳-۲۴)

تکبر بربادی اور ذلت لاتا ہے، جب کہ عاجزی انسان کو بلند کرتی ہے۔کتاب مقدس میں واضح الفاظ میں ذکر ہے:’’ہلاکت سے پہلے بڑائی ہے،زوال سے پہلے نفس کی خود پسندی ہے، داناؤں کے سامنے نفس جھکانا،متکبرین کے ساتھ مال غنیمت تقسیم کرنے سے زیادہ بہتر ہے‘‘ (امثال، باب ۱۶،آیت ۱۸-۱۹)۔کتاب مقدس کی آیات جب عاجزی اختیار کرنے والوں کو بزرگی عطا کرتیں ہیں، اور متکبرین کو تنبیہ کرتیں ہیں،تو’آباء‘ کے کلمات اسی معنی میں آتے ہیں، ان میں سے چند اقوال درج ذیل ہیں:عمل کے ساتھ محبت اور سرداری سے نفرت کر،سرکاری حکام

کی خدمت نہ کر(آباء، آیت ۸)۔کیوں کہ سرداری سے محبت تکبر کے اعمال میں سے ہے،اور سرکاری حکام کا قرب شہرت سے محبت ہے،انسانی عظمت اپنی ذات کوفنا کرنے میں۔(آباء،۹)

تین کاموں میں غور کرو کسی بڑی غلطی میں مبتلا نہیں ہوگے:

۱-تو کہاں سے آیا ہے۔ ۲-تو کہاں جائے گا۔ ۳-تو کس عظیم ہستی کے سامنے حساب وکتاب کے لیے پیش ہوگا۔(آباء،آیت ۲۹)

اگر تو نے ان سوالوں کا جواب پہچان لیا تو یقینا تو نے بھلائی پالی،بہترین چیز عاجزی، فنائیت اور تواضع ہے،توان کو اختیار کرتا کہ ہلاکت سے بچ جائے،دانا کون ہے؟ جوتمام لوگوں سے سیکھے،طاقتور کون ہے؟ جو اپنی خواہشات کو کنٹرول کرے،امیر کون ہے؟ جو اپنے حصے پر قناعت کرے،شریف کون ہے؟ جو اپنے ہم جنسوں کا احترام کرے(آباء، باب ۴۶،آیت ۴۹)۔اس طرح تورات نے ہمارے سامنے تواضع کی عظیم دعوت پیش کی،ہمیں تکبر سے ڈرایا،اور یہ بتایا کہ عاجزی بھلائیاں کھینچتی ہے،تکبر برائیاں کھینچتا ہے۔تواضع نعمت ہے،تکبر سزا اور نقصان لاتا ہے۔ تواضع دنیا اور آخرت میں سلامتی لاتی ہے،تکبر ڈراور بےچینی پیدا کرتا ہے،اور تمام نیک اعمال کو مٹا دیتا ہے۔

انجیل میں تواضع کی تعلیمات

اس جہاں میں محبت وسلامتی،عفو درگزر اور تواضع کو عام کرنا،دین عیسائیت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔انجیل نے حضرت موسیٰ کی شریعت کے علاوہ کوئی نئی شریعت پیش نہیں کی۔ ہماری بات کی شہادت انجیل میں ہے۔عیسائیت میں محبت کو اہمیت حاصل ہے،اور یہ واضح بات ہے کہ تواضع محبت کی صورتوں میں سے ایک ایسی صورت ہے کہ اس کے بغیر انسانوں کے درمیان تعلق اور بھائی چارے کی فضا قائم نہیں کی جاسکتی۔انجیل نے ہمیں دعوت دی کہ ہم اللہ سے ہر اچھا طرزِ عمل سیکھیں،وہ فرماتا ہے:’’اے مصیبت زدہ اور بوجھ اٹھانے والومیری طرف آجاؤ،میں تمھیں آرام دوں گا،میرا دامن پکڑو،مجھ سے سیکھو کیوں کہ میں سنجیدہ،خاموش طبع،پرسکون اور متواضع القلب ہوں،تم اپنی خواہشات پاؤ گے‘‘(متی، باب ۱۱،آیت ۲۸-۲۹)۔جو آدمی نیکی،دانائی سیکھنا چاہتا ہے، رفعت وعزت کا متلاشی ہے،تواس کو چاہیے کہ وہ خادم بنے،مخدوم نہیں،غلام بنے آقا نہیں۔

اسی طرح کتابوں میں ذکر ہے، یسوع (عیسیٰؑ) نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ امتوں کے سردار ان کی قیادت کرتے تھے اور بڑے لوگ ان پر غلبہ چاہتے تھے، تم میں ایسے لوگ نہیں ہونے چاہییے بلکہ تم میں سے جو بڑا بننا چاہتا ہے، وہ خادم بنے جو تم میں بہتر بننا چاہتا ہے وہ غلام بنے'' (متی، باب ۲۰، آیت ۲۰-۲۱)۔ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ تو ایک زمانے تک ان الفاظ کی طرف کان لگا جو تیرے سامنے بزرگی کے راستے کھولتے ہیں، جس کی حد سیدنا عیسیٰؑ نے مقرر کی تھی، جب آپ' کفرناحوم' (بستی) میں آئے ان سے سوال کیا، تم راستوں پر آپس میں بات چیت کیوں کرتے ہو؟ وہ خاموش ہوئے، کیوں کہ راستوں میں ان کے کچھ لوگ اپنے سے افضل لوگوں سے لڑتے تھے، آپؑ بیٹھ گئے اور ان کے بارہ لوگوں کو بلایا، ان سے کہا: ''اگر تم میں سے کوئی مقام چاہتا ہے تو وہ سب کا خادم بنے''۔ (مرقس، باب ۹، آیت ۳۴-۳۵)

ایک اور مقام پر فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی عاجزی کے راستے پر چلنا چاہتا ہے، تو وہ خوشامد اور غصہ سے بچے، وہ ہر نیکی کو بھول جائے، اپنے آپ کو دوسروں سے کم تر، حقیر اور سب سے زیادہ خطا کار سمجھے''۔ یہ مفہوم' آباء' میں بھی آیا ہے۔ بزرگ یوحنا فرماتے ہیں: ''جب انسان غور و فکر کرے، تو اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس سے گھٹیا کوئی نہیں اور وہ تمام لوگوں سے کم تر ہے''۔

محترم باسیلیوس کہتے ہیں: ''عاجزی یہ ہے کہ انسان تمام لوگوں کو اپنے آپ سے اعلیٰ و ارفع سمجھے''۔ انطونیوس کہتے ہیں: ''آدمی تمام انسانوں کو اپنے آپ سے بہتر شمار کرے، دل سے یہ یقین کرتے ہوئے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ گناہ گار ہے''۔

باخومیو کہتے ہیں کہ: ''تواضع یہ ہے کہ آدمی تمام مخلوق کو اپنے آپ سے بہتر خیال کرے'' (۶۰)۔ جب انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ دوسروں سے بہتر ہے اور اپنی ذات کی بڑائی کے لیے کوشش کرتا ہے، تو وہ ذلیل ہو جاتا ہے، نفرت کا ذریعہ بن جاتا ہے، مذاق کا نشانہ بن جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس کی مثال بیان کی کہ جو اپنے آپ کو بلند کرتا ہے۔ وہ گرتا ہے، آپ دیکھ رہے تھے کہ کچھ لوگوں کو دعوت دی گئی وہ آئے اور انھوں نے پہلی مسندوں کو پسند کیا، اور ان پر بیٹھ گئے، آپ ان سے فرما رہے تھے کہ: ''جب تمھیں کسی کی دعوت ولیمہ میں بلایا جائے تو آگے کی مسندوں پر نہ بیٹھے، ہوسکتا ہے کہ تم سے زیادہ معزز لوگوں کو بھی دعوت دی گئی ہو اور پھر جب وہ معزز لوگ آئیں

اور میزبان تجھ سے کہے یہ جگہ اس کے لیے چھوڑ تو اس وقت شرمندگی کے ساتھ تجھے آخری مسند پر جانا پڑے گا، بلکہ جب تجھے دعوت دی جائے تو جا اور سب سے آخر میں بیٹھ جا، کہ جب میزبان آئے اور تجھ سے کہے، اے دوست یہاں سے اٹھ اور اعلیٰ جگہ پر بیٹھ، اس وقت حاضرین کے سامنے تیرا مقام ظاہر ہوگا، کیوں کہ جو اپنے آپ کو بلند کرتا ہے وہ گرتا ہے اور جو عاجزی اختیار کرتا ہے وہ بلند ہوتا ہے''۔ (لوقا، باب ۱۴، آیت ۷، ۱۰)

ہمارے سامنے عمدہ تعلیم اور اعلیٰ تربیت کی ایک اعلیٰ مثال موجود ہے، راہبوں کے سردار 'پوپ تاوٴفیلس' نے 'موسیٰ اسود' کے ساتھ برا سلوک کیا، جب اس نے موسیٰ کے اخلاق کو پہچاننے کا ارادہ کیا اور راہبوں سے کہا: ''جب موسیٰ قربان گاہ کی طرف آئے تو اسے دھتکارو تا کہ وہ جو کچھ کہے ہم سنیں، جب وہ داخل ہوا تو راہبوں نے اسے جھڑکا، دھتکارا اور کہا، اے حبشی! قربان گاہ سے نکل جا، موسیٰ نکلے اور اپنے آپ سے کہہ رہے تھے، اے سیاہ جلد اور راکھ کے رنگ والے، انھوں نے تیرے ساتھ بہت اچھا طرزِ عمل اختیار کیا، تو انسان نہیں، تو کیوں لوگوں کے ساتھ حاضر ہوتا ہے''۔

اس موقع پر موسیٰ کو ایک اور امتحان پیش آیا، موسیٰ گرجا گھر میں داخل ہوئے، اتفاق سے وہاں بہت زیادہ لوگ جمع تھے، دستر خوان بچھایا گیا، وہ بھائیوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے، ایک آدمی نے اسے دیکھا اور کہا اس اجنبی کو ہمارے ساتھ کس نے بٹھایا؟ اس سے کہا نکل جاوٴ۔ موسیٰ کھڑے ہوئے اور غصہ کیے بغیر نکل گئے، کچھ دوسرے لوگوں یہ دیکھ کر غمگین ہوئے، اس کے پیچھے گئے اور اسے واپس لائے، وہ واپس آئے ان میں سے ایک بھائی نے کہا تجھے انھوں نے نکالا اور واپس لائے، تیرے کیا احساسات وجذبات ہیں، تو موسیٰ اسود نے جواب دیا، میں اپنے آپ کو کتا خیال کرتا ہوں، جب دھتکارا جائے تو نکل جائے اور جب بلایا جائے تو آجائے'' (۶۱)۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جن کو اللہ نے عاجزی وانکساری عطا کی، وہ خیال کرتا ہے کہ اس کائنات میں ہر ایک مجھ سے افضل ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے جانے والے تحفوں میں سے ایک تحفہ ہے، اور ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ تحفے کا صحیح استعمال کرے۔

رسول بولس نے کہا، ہمیں دیئے جانے والے تحفے مختلف ہیں، ایمان کے ساتھ نبوت، خدمت، تعلیم کے میدان معلم بننا، واعظ ہونا، مال دار ہو تو سخاوت کرنا، عقل مندی کے ساتھ اجتہاد

کرنا خوش دلی کے ساتھ رحمت کرنا ریاکاری کے بغیر محبت کرنا، شر سے نفرت کرو، بھلائی سے چمٹ جاؤ، ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسی محبت کرو، ایک دوسرے کو آرام دو، عزت میں ایک دوسرے کو مقدم سمجھو۔ (رسالہ بولس، باب ۱۲، آیت ۶، ۱۱) اس قسم کا برادرانہ عمل زندگی کو پرسکون بنادیتا ہے، اس لیے کہ ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے، ہر ایک اپنے بھائی کو اپنی ذات سے مقدم سمجھتا ہے، اس کے سبب تکبر ختم ہوتا ہے، جو کہ اس عالم میں فساد کی جڑ ہے، جو آدمی اپنی ذات پر غرور کرے یہ خیال کرکے کہ وہ سب سے زیادہ سمجھدار ہے تو اس نے اپنے خلاف جہالت کا فیصلہ کیا۔

بولس کہتے ہیں: ''کوئی اپنے آپ کو دھوکہ نہ دے، اگر تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ وہ دانش ور بنے، تو وہ جاہل بنے تا کہ وہ دانشور بنے''۔ (رسالہ بولس، باب ۳، آیت ۱۸)

اغسطینوس نے ہمارے سامنے اس تواضع کی دعوت پیش کی جو کہ انسان کی عظمت ثابت کرتی ہے، وہ کہتے ہیں: ''کیا تم بلند مرتبہ چاہتے ہو؟ اس کام سے ابتدا کرو جو نہایت معمولی ہے، کیا تم عالی شان محل بنانا چاہتے ہو؟ اس کی بنیادیں گہری کھودو، کیوں کہ جو انتہائی اونچی عمارت بنانا چاہتا ہے، وہ اسکی اونچائی کے بقدر گہری بنیادیں کھودتا ہے، جس عمارت کی بنیاد گہری ہوتی ہے، وہ عمارت بہت بلند ہوتی ہے، بہر حال بنیاد رکھنے والا گہری بنیاد رکھتا ہے، خلاصہ یہ کہ عمارت بلندی سے پہلے گہرائی کی طرف جاتی ہے، گہرائی کے بغیر چوٹی نہیں بنائی جاسکتی، زندگی گزارنے کے بہت سے طریقے ہیں، تو کاہلی اور تکبر کی زندگی نہ گزار (۶۲)۔ اے پیارے بھائی، اپنی ذات پہچانے بغیر نہ تو کوئی بزرگی حاصل کرسکتا ہے، اور نہ انسانیت کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے، کیا تو چاہتا ہے کہ تیری روح ایسی جگہ پہنچے جہاں نہ کوئی پابندی ہو نہ کوئی رکاوٹ، اس کے لیے تو اپنی ذات کو ہر اس شے سے علاوہ کردے جو تیرے لیے ناکامی کا سبب بنے، چاہے وہ کوئی شوق ہو، علوم ہوں یا احساسات ہوں'' (۶۳)۔ عاجز انسان کی درج ذیل صفات ہیں۔ متواضع اپنی توہین ہونے پر صبر کرتا ہے، محترم یوحنا درجی، کہتے ہیں کہ: ''اپنی ذات کی تحقیر کرنے والا متواضع نہیں بلکہ اہانت پر خوشی کے صبر کرنے والا متواضع ہے۔ اس اہانت کی وجہ سے اس کے ساتھ محبت کم نہیں ہوگی، متواضع ہمیشہ مضبوطی کے ساتھ اطاعت کرتا ہے''۔ باسیلیوس کبیر کہتے ہیں کہ: ''اطاعت نہ کرنا تکبر ہے''۔ متواضع نماز ادا کرتا ہے''۔ اغسطینوس کہتے ہیں: ''میں کتنی ہی دفعہ تیرے ساتھ تنہائی کی خاطر

لوگوں سے جدا ہوا، ان تنہائی کے لمحات میں تیرے ساتھ مناجات کے لیے تیرے نبی حضرت داؤدؑ کے نغمے تلاوت کرتا تھا، جو کہ ایمان اور عبادت کی علامات پر مشتمل ہیں، ان میں ہر غرور وتکبر کی بیماری کا علاج ہے۔ جب میں انہیں پڑھتا تھا تو نغموں کے ساتھ عاجزی زبان پر حرکت کرتی تھی، تمازت کی آگ میرے دل میں بھڑک اٹھتی اور محبت کے شعلے میرے سینے میں پھیل جاتے یہاں تک کہ میں پسند کرتا کہ میں ہر آباد جگہ ان کی تلاوت کروں، تاکہ اولادِ آدم پر تکبر کرنے والی روحوں کو بھگا سکوں''۔ متواضع اپنا احتساب کرتا ہے۔ محترم مار اسحٰق کہتے ہیں: ''بشارت ہے اس انسان کے لیے جس نے اپنی کمزوری پہچان لی کیوں کہ یہ معرفت اس کے لیے ہر بھلائی کی بنیاد اور سرچشمہ ہے، جو اپنی کمزوری نہیں پہچانتا وہ گھٹیا متکبرین کے قریب ہے''۔ متواضع کسی سے بدلہ نہیں لیتا۔ انباء باخومیوس کہتے ہیں: ''لوگوں میں سے کسی کو حقیر مت سمجھو اور اسے سزا نہ دو، چاہے تم اسے غلطی میں مبتلا دیکھو، کیوں کہ دینداری دل کی تعظیم سے پیدا ہوتی ہے، بہرحال متواضع ہر ایک کو اپنے سے بہتر خیال کرتا ہے''۔

متواضع کسی کی توہین نہیں کرتا ہے، مار اسحاق کہتے ہیں: ''پانچ خوبیوں کے بغیر لوگوں کا کوئی بھی طبقہ تنقید سے نہیں بچ سکتا۔ اگر آدمی ان خوبیوں کو اپنالے تو ہر نقصان سے بچے گا، اللہ اور لوگوں کی نظر میں محبوب بنے گا۔ وہ خوبیاں یہ ہیں: پاکیزہ جسم، محتاط زبان، برائی کو چھپانا، تمام طبقوں کا اکرام کرنا، لوگوں کو ان کے استحقاق سے بڑھ کر مرتبہ دینا''۔ جو لوگوں کی عزت کرتا ہے، لوگ بھی اس کی عزت کرتے ہیں، اللہ بھی اس کی عزت کرتا ہے، عزت، عزت دیتی ہے، تحقیر ذلیل کرتی ہے، جو اللہ کا احترام کرتا ہے اللہ بھی اس کا احترام کرتا ہے۔ متواضع عاجزی سیکھتا ہے۔ قدیس توما الکمیسی کہتے ہیں: ''میری عمر کی قسم، کتنی دفعہ میں نے آپ کو اپنی نظر میں حقیر و چھوٹا جانا، میرے لیے کتنا مناسب ہے کہ جب میں اپنی ذات میں نیکی دیکھوں اپنا احتساب کروں، اے میرے رب میرے حال کے کتنا مناسب ہے، کہ میں تیرے ان احکام کے سامنے جھک جاؤں جن کی گہرائی تک نہیں پہنچا جاسکتا، میں اپنی ذات کو معدوم سمجھتا ہوں اس عورت کی طرح سمجھتا ہوں جو کہ اپنی اولاد سے محروم ہوگئی اور اسے پانے پر قادر نہیں، اس سمندر کی طرح خیال کرتا ہوں جو بے پایاں ہو، میں اپنی ذات کو کچھ نہیں سمجھتا ہوں، فخر کیوں کروں، فضیلت پر بھروسہ کیسے کیا جاسکتا ہے؟

تیرے احکام کے سمندر کی گہرائی فخر و تعجب کو نگل لیتی ہے''۔(64)

انجیل نے اس طرح اپنے اقوال، بزرگ شخصیات کے تجربوں واقوال کی روشنی میں ہمارے سامنے تواضع کی اس اعلیٰ اور عمدہ اخلاقی تعلیمات کو پیش کیا، جس کی ہمارے معاشرے کو ضرورت ہے، سابقہ نیک لوگ ان صفات سے مزین تھے۔ کیا ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم اس نسل کے نقش قدم پر چلیں، ان فضائل سے اپنے آپ کو مزین کریں؟ ہم ان تعلیمات پر عمل کریں تاکہ ہم خدا کے نزدیک ہمارا مقام ہو، ہم تکبر، بڑائی خود پسندی کے بغیر ایک دوسرے کی مدد کریں، یہ تواضع کے متعلق عیسائیت کی تعلیمات ہیں، ہم ان اخلاقی تعلیمات پر عمل کریں جن کا ذکر آسمانی کتابوں میں آیا ہے۔

قرآن میں تواضع کی تعلیمات

قرآن کریم نے'' عقیدہ ایمان،، کی بنیاد اس بات پر رکھی کہ، عظمت، بڑائی اور جلال صرف اور صرف اللہ کی ذات کے لیے ہے، اور یہ کہ تمام مخلوق اللہ کی غلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:'' وہ اللہ پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کو جانتا ہے جو کہ بڑا اور بلند ہے''۔(الرعد: آیت ۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:'' یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں، اور اللہ ہی بالا دست اور بزرگ ہے''۔(الحج: آیت ۶۲)

خالق کائنات کا ارشاد ہے:'' اللہ کے ہاں سفارش فائدہ نہیں دے سکتی، سوائے اس کے جس کے لیے اللہ سفارش کی اجازت دے۔ یہاں تک جب لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی جائیگی، تو وہ پوچھیں گے تمھارے رب نے کیا کہا؟ لوگ کہیں گے کہ ٹھیک جواب ملا ہے، وہ بزرگ وبرتر ہے''۔(السبا: آیت ۲۳)

فرمان الٰہی ہے:''(جواب ملے گا) یہ حالت جس میں تم سب مبتلا ہو اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے، اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو بلایا جاتا تھا تو تم مان لیتے اب یہ فیصلہ اللہ بزرگ وبرتر کے ہاتھ میں ہے''۔(غافر: آیت ۱۲)

قرآن مجید کی واضح آیتیں تمام انسانوں سے تکبر کی نفی کرتیں ہیں، کیوں کہ یہ صفت اللہ کے ساتھ خاص ہے، بلکہ قرآن مجید کی تعلیمات یہ ہیں کہ، ہر انسان اللہ کی بندگی کرے کیوں کہ ہر ایک اس کا

غلام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ہر وہ مخلوق ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے رحمن کی غلام بن کر آئے گی''۔(مریم: آیت ۹۳)

یہاں تک کہ رسولِ اعظم اور نبی محترم بھی اللہ کے بندے ہیں، رب کائنات نے قرآن مجید میں فرمایا: ''اللہ وہ پاک ذات ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی، وہ مسجد اقصیٰ کہ جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنایا تا کہ ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں بلاشبہ اللہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے''۔(اسراء: آیت ۱)

سورۃ الفرقان میں ارشاد ہے: ''نہایت متبرک ہے وہ ہستی جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی تا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائے''۔(فرقان: آیت ۱) اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کو بڑائی کی صفت نہیں دی بلکہ اپنی بلند ذات کو بڑائی کی صفت کے ساتھ خاص فرمایا ہے، اللہ نے فرمایا: ''اللہ کے لیے ان دونوں (آسمان و زمین) کی حفاظت کوئی مشکل نہیں، وہ بس ایک بزرگ و برتر ہستی ہے''۔(البقرہ: آیت ۲۵۵) قرآن مجید نے تواضع کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کو ذکر کیا ہے، اور یہ بات بیان کہ بڑائی، بلندی اور عظمت اللہ کے لیے خاص ہے اور کسی کے لیے نہیں۔ جو چیز انسان کو تواضع سکھاتی اور تکبر سے بچاتی ہے، وہ یہ ہے کہ انسان اپنی پیدائش کی حقیقت کو پہچانے، قرآن مجید میں ہے: ''انسان غور کرے اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا، اسے اُچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا، جو کہ پیٹھ اور چھاتی کے درمیان سے نکلتا ہے''۔(الطارق آیت ۵-۶) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کہ انسان ہلاک کر دیا جائے وہ کتنا سخت منکرِ حق ہے''۔ (عبس: آیت ۱۷)

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے: ''ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا، تا کہ ہم اس کا امتحان لیں اور اس غرض و مقصد کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا''۔(الدھر: آیت ۲) ایک اور مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ''کیا انسان نے غور و فکر نہیں کیا کہ بلاشبہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا اچانک وہ صریح جھگڑالو بن گیا''۔(یٰس: آیت ۷۷) جس نے غور و فکر، سوچ و بچار کی اس نے جان لیا کہ تکبر انسانی پیدائش کے متعارض ہے، جب انسان کے دل دوسروں پر تکبر کا خیال پیدا ہو تو وہ اپنی اس پیدائش کو یاد کرے، بصرہ کے ایک نیک آدمی نے اپنے

آپ اور ارد گرد کے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے انسان کی ابتداء اور انتہاء کی حقیقت بیان کی، اس نے کہا: ''اے انسان ! کیا تو ابتداء میں گندہ نطفہ نہیں تھا؟ تیرا انجام گندی لاش ہے، اور تو اس درمیان پاخانے کا بوجھ اٹھاتا ہے''۔(۶۵)

اور یہ اہم حقیقت ہے جو انسان کو عاجزی پر آمادہ کرتی ہے، کئی احادیث مبارکہ بھی عاجزی پر آمادہ کرتیں ہیں، حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ کے لیے ایک درجہ عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسے ایک درجہ بلند کرتا ہے، یہاں تک کہ اسے اعلیٰ علیین میں جگہ دیتا ہے، اور جو ایک درجہ تکبر کرتا ہے اللہ اسے ایک درجہ گراتا ہے، یہاں تک کہ اسے سب سے نچلے درجے میں پھینک دیتا ہے''۔(کنز العمال)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تواضع کی تعلیم دیتے تھے، آپ چاہتے تھے کہ لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اللہ کی خوش نودی کی طرف لے جائیں، حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کے مرتبے کو بلند کرتا ہے، وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے، اور جو متکبر ہوتا ہے اللہ اس کے مرتبے کو پست کر دیتا ہے، وہ اپنی نظروں میں بڑا ہوتا ہے جبکہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے''۔(کنز العمال)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے عاجزی و انکساری کی بلند مثال پیش کی، حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں، کہ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا جب آپ کھڑے ہوئے تو وہ کانپنے لگا، آپؐ نے فرمایا: ''پرسکون رہو میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ ایسی قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک روٹی کے ٹکڑے کھایا کرتی تھی''۔(مستدرک حاکم)

حضرت ابن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں: ''کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے میں کوئی عار اور تکبر محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے ساتھ جاتے اور ان کی ضرورت پوری کرتے،،۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا، اے اللہ کے رسول میری جان آپ پر قربان ہو آپ ٹیک لگا کر کھائیں، یہ کھانے کا آسان طریقہ ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، عائشہ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاؤں گا بلکہ اس طرح کھاؤں گا جس طرح ایک غلام کھاتا ہے، اور غلام کی

طرح بیٹھوں گا''۔(بغوی شرح السنۃ)

شیخ محمد فتح اللہ گولن کہتے ہیں:''کہ تواضع عظمت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے، اور تکبر ذلت کی علامتوں میں سے ایک ہے،رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ لوگوں میں سب سے بڑا ہے مگر آپؐ سب سے زیادہ عاجز تھے،،۔مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام لوگوں کے ساتھ مزدوری کررہے تھے،اورایک عام آدمی کی طرح اینٹیں اٹھارہے تھے''۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:''کہ مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت تمام صحابہ کرامؓ اینٹیں اٹھارہے تھے اور آپؐ بھی ایک عام مزدور کی طرح کام کررہے تھے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا،آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے، میں نے خیال کیا کہ اس پتھر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقت میں ڈال دیا ہے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ پتھر مجھے دے دیں،آپؐ نے فرمایا: اے ابوہریرہؓ! اس کے علاوہ کوئی اور پتھر لو،اورحقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے''۔ (۶۶)

ہمارے نزدیک حضوؐر کی زندگی انسانیت کے لیے نمونہ ہے،آپؐ اللہ کے ہاں ساری مخلوق سے افضل ہیں،اعلیٰ اخلاق سے مزین ہیں،آپؐ میں اعلیٰ درجے کی تواضع بھی ہے،یہ کیسے نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:''بلاشبہہ آپؐ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔(القلم: آیت ۴)دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''آپ اپنے بازؤں کو مومنین کے لیے جھکا دیں ان کے ساتھ عاجزی سے پیش آئیں''۔ (الحجر: آیت ۸۸)قرآن کریم نے تکبر، خود پسندی اورغرور کی مذمت کی،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''تم زمین پر اکڑ کر نہ چلو نہ تم زمین پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندیوں کو پہنچ سکتے ہو،ان امور سے ہر ایک کام تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے''۔(3)(الاسراء: آیت ۳۷-۳۸)

آپؐ نے تکبر سے منع کیا،حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:''تکبر سے بچو، بندہ ہمیشہ تکبر کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اس بندے کا نام متکبرین میں لکھ دو'' (کنزالعمال)۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''لوگوں سے بے رخی اختیار نہ کرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو بے شک اللہ ہر متکبر،مغرور انسان کو پسند نہیں کرتا، اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو اپنی آواز پست کرو بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی ہے''۔لقمان آیت ۱۹،۱۸)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اپنی چال میں تکبر کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غصے ہوگا''۔(کنزالعمال)

قرآن کریم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ زمین میں تکبر کا انجام ناکامی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو ناحق بڑے بنتے ہیں، اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں، تب بھی وہ ان پر ایمان نہیں لائیں گے، اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اس پر نہیں چلیں گے، اور اگر ٹیڑھا راستہ نظر آئے تو اس پر چل پڑیں گے، یہ اس لیے کہ انھوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں اور ان سے بے پروائی کرتے رہے''۔(الاعراف۷:۱۴۶)

اللہ تعالیٰ متکبرین پر سخت غصے کا اظہار کرتا ہے، انہیں اپنے عذاب سے ڈراتا، فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں، بلاشبہہ اللہ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا''۔ (النحل: آیت ۲۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''کیا جہنم متکبرین کا ٹھکانہ نہیں؟۔ (الزمر: آیت ۶۰) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: '' آج کے دن تمھیں رسوا کن عذاب کا بدلہ دیا جائے گا، زمین میں تمھارے ناحق تکبر اور تمھاری نافرمانیوں کے سبب''۔ (الاحقاف: آیت ۲۰) رب کا فرمان ہے: ''اس طرح اللہ متکبر اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے''۔ (غافر: آیت ۲۵) یہ تمام سزائیں اس لیے ہیں کہ وہ صفت بڑائی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھگڑتے ہیں۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''بڑائی میری چادر ہے، عظمت میری ازار ہے جس نے میرے ساتھ ان صفات میں جھگڑا کیا، میں اسے آگ میں ڈال دوں گا''۔ (کنزالعمال)

ہم نے قرآن وسنت کی روشنی اس بات کی وضاحت کردی کہ عاجزی عمدہ صفت ہے اور تکبر بُری صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متواضعین کے لیے جو بلند مقام ومرتبہ تیار کیا ہے ہم اس سے بھی واقف ہو چکے ہیں اور متکبرین کے لیے جو دنیاوی واُخروی سزائیں تیار کر رکھی ہیں ہم اس سے بھی باخبر ہو گئے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کریم کا اس صفت (تواضع) میں سابقہ آسمانی کتابوں کے ساتھ مکمل اتفاق ہے۔ (القیم العلیافی الادیان السماویۃ الثلاثۃ کا ایک باب)